OPEN ACCESS
Al-Duhaa
﴾Journal of Islamic Studies﴿
ISSN (print): 2710-0812
ISSN (online): 2710-3617
www.alduhaa.com

Al-duhaa, Vol.:3, Issue: 1, Jan -June 2022
DOI:10.51665/al-duhaa.003.01.0159, PP: 383-396

امن عالم کا تصور قرآن اور سیرۃ طیبہ کی روشنی میں

The Concept of Peace in Perspective of Qurān and Sīrah

Published: 01-06-2022
Accepted: 15-05-2022
Received: 31-12-2021

Muhammad ali shaikh
Lecturer, Islamic Studies, The Shaikh Ayaz University Shikarpur sindh
Email: mali.shaikh@salu.edu.pk
https://orcid.org/0000-0002-4044-4357

Abdul Waheed Channa
Lecturer, Islamic Studies, Mehran University of Engineering science and Technology Jamshoro Sindh
Email: channawaheed907@gmail.com
https://orcid.org/0000-0002-7766-5006

Shoib Ahmed Kalhoro
Lecturer, Islamic Studies, Mehran University of Engineering science and Technology Jamshoro Sindh
Email: abbasishoib113@gmail.com
https://orcid.org/0000-0002-7769-793X

Abstract

Every religion in the world teaches peace and harmony, No faith believes in spreading hate among fellow human beings. The concept of "Peace" in Islam draws its origins from the Arabic word "Salam" which means "Secured, Pacified or Submitted". Islam believes in spreading the message of Peace and harmony by personally greeting every follow Muslim they meet. The Word "Asslam Alaikum" which literally means "Peace be upon you" Islam is definitely a peace loving system. It endorses love, respect and harmony among all human beings. Muslims are strictly instructed to follow Allah Almighty is book of law. The regard of Peace, righteousness and justice is to be maintained by the Muslims above all else. Peace is the primary duty of Islam and its adherents must come to show to the world that they are for Peace and settlement not for violence and destruction. In this article it is intended to prove that Islam is a religion of Peace and tranquility. It teaches all the human beings the lesson of love, intimacy, mildness and affectionate, and shows strong contradiction

towards injustice and terrorism. The Peace of the whole world can only be stabilized when Islamic Teachings are acted upon, which is impossible to maintain peace in the world without acting upon Islamic teachings.

Keywords: *World peace, Concept, Quran, Hadith.*

قرآن مجید نے ایسے خدا کا تصور پیش کیا ہے جو رحمٰن و رحیم اور رؤف و کریم ہے، اور اُس نے پیغمبر اسلام حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا جن الفاظ میں خاص طور پر تعارف کرایا ہے، وہ یہ ہے کہ

"وَمَآ اَرۡسَلۡنٰكَ اِلَّا رَحۡمَةً لِّلۡعٰلَمِيۡنَ"[1]

(آپ ﷺ کو پوری کائنات کے لیئے رحمت بنا کر بھیجا گیا ہے)۔

اس لیئے اسلامی تعلیمات شفقت و محبت اور حکمت و مصلحت پر مبنی ہیں، اسلام نے نہ صرف اپنوں سے محبت سکھائی ہے بلکہ دشمنوں سے بھی حسنِ سلوک کا درس دیا ہے۔

کیونکہ دراصل یہ دین ہے ہی "دینِ محبت" اس میں قدم قدم پر خدا سے محبت، رسول کریم ﷺ سے محبت، مسلمانوں سے محبت، پوری انسانیت سے محبت یہاں تک کے خدا کی تمام مخلوقات سے محبت کی تعلیم دی گئی ہے۔

ایمان کے بعد اِس دین میں جو چیز میں سے زیادہ محبوب و مطلوب ہے، وہ "عدل" ہے، اور کفر کے بعد جو چیز سب سے زیادہ مذموم اور ناپسندیدہ ہے وہ "ظلم" ہے، اِس لیئے بڑی حد تک مسلمانوں نے اپنی قوت و شوکت کے عہد میں اس کا عملی ثبوت دیا ہے اور ظلم وجور سے اپنا دامن بچایا ہے۔ اور غیر مسلم رعایا کے ساتھ بد سلوکی کو روا سمجھنے کی مثال مسلمانوں کے طرف سے نہیں ملتی، اِس لیئے ایک زمانہ تک بہت سی غیر مسلم اقلیتین مسلمان حکومتوں کے زیر سایہ زندگی گذارتی رہی ہیں، اور انہوں نے اس خطہ کو اَمن وسکون اور عدل وانصاف کے اعتبار سے اپنے ہم مذہب حکمرانوں سے بھی زیادہ مامون و محفوظ جگہ تصور کیا ہے۔

اسلام چونکہ امن و محبت اور صلح و سلامتی کا مذہب ہے، اس لیئے اس نے انسانی زندگی کی حرمت کو اتنی اہمیت دی ہے کہ ایک شخص کے قتل کو پوری انسانیت کے قتل کے مترادف قرار دیا ہے، اور اگر کسی مسلمان ملک میں غیر مسلم اقلیت آباد ہو تو اُس کی جان و مال اور عزت وآبرو کے تحفظ کا پورا لحاظ رکھا گیا ہے، نیز نجی زندگی سے متعلق معاملات میں انہیں اپنے مذہب پر چلنے کی آزادی دی گئی ہے، اُس نے نہ صرف ظلم و تعدی سے روکا ہے، بلکہ ظلم کے جواب میں بھی دوسرے فریق کے بارے میں حدوانصاف سے متجاوز ہو جانے کو ناپسند کیا ہے اور انتقام کے لیئے بھی مہذب اور عادلانہ اصول و قواعد مقرر کیئے ہیں۔

امن کا لغوی معنی:

امن باب سَمِـعَ يَسۡمَعُ سے مصدر ہے اور اُس کا معنی اَمن دینا ہے اور یہ خوف کی ضد ہے، اُسی سے مَامن ماخوذ ہے اور اس کا معنی ہے اَمن کی جگہ، اور مامون بھی اِسی سے ماخوذ ہے جس کی معنی ہے محفوظ / جس کو امن دیا گیا ہو۔[2]

اَمن کی لفظی معنی چین، اطمینان، سکون اور آرام کے ہیں۔[3]

اَمن کا اصطلاحی معنی:

الامن عدم توقع مکروہ فی الزمان الاٰتی[4]

"آنے والے زمانے میں کسی ناخوشگواری کی عدم توقع"

عَدمُ تَوَقُّعِ مَكْرُوْهٍ فِي الزَّمَنِ الاٰتِي، وَ اَصْلُهٗ طَمَانِيَةُ النَّفْسِ وَ زَوَالُ الْخَوْفِ [5]

"آنے والے زمانے میں کسی ناخوشگواری کی عدم توقع، اس کا اصل نفس کا مطمئن ہونا اور خوف کا زائل ہونا ہے"۔

اسلام کا مفہوم:

لغت میں لفظ اسلام سَلِمَ يَسْلَمُ سَلَامًا وَ سَلَامَةً سے ماخوذ ہے، جس کے معنی امن و سلامتی اور خیر و عافیت کے ہیں۔

اسلام اپنے لغوی معنی کے اعتبار سے سراسر امن ہے، گویا امن و سلامتی کا معنی لفظ اسلام کے اندر ہی موجود ہے، لہٰذا اپنے معنی کے اعتبار سے ہی اسلام ایک ایسا دین ہے جو خود بھی سراپا سلامتی ہے اور دوسروں کو بھی امن و سلامتی، محبت و رواداری اور صبر و تحمل کی تعلیم دیتا ہے۔ چنانچہ ابو منصور الازھری بیان کرتے ہیں کہ ابو اسحاق الزجاج نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان:

"فَقُلْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ" [6]

(پس آپ فرمادیجئے کہ تم پر سلامتی ہو، تمہارے رب نے اپنی ذات پر رحمت لازم کر لی ہے) کی تفسیر میں فرمایا کہ انہوں نے محمد بن یزید کو بیان کرتے ہوئے سنا کہ لغت عرب میں سلام کے چار معانی ہیں)۔

سلام، مصدر ہے سَلَّمْتُ سے۔

سلام اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنہ میں سے ایک اسم مبارک ہے۔

سلام یہ ایک ایسے درخت کا نام ہے جو سدابہار شجر سایہ دار ہے۔

زجاج نے کہا وہ سلام جو سَلَّمْتُ کا مصدر ہے، اس کا معنیٰ انسان کے لیے دعا ہے کہ وہ اپنے دین اور اپنی جان میں آفات و بلیات سے نجات اور چھٹکارا پاتا ہے۔ [7]

امام راغب اصفہانی بیان کرتے ہیں کہ "اَلسَّلِم" اور "اَلسَّلَامَة" کا معنیٰ ظاہری اور باطنی آفات سے پاک ہونا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

"اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ" [8]

(مگر وہی شخص (نفع مند ہوگا) جو اللہ کی بارگاہ میں سلامتی والے بے عیب دل کے ساتھ حاضر ہو (یعنی ایسا دل جو ظلم و فساد سے خالی ہو) یعنی اسلام اپنے لفظ، معنیٰ اور عنوان کے لحاظ سے کلیتاً امن و سلامتی، خیر و عافیت اور حفظ و امان کا نام ہے)۔

ہم بالفاظ دیگر اس طرح کہ سکتے ہیں کہ اسلام فساد و ہلاکت سے نہ صرف محفوظ و مامون ہونے بلکہ ہر کسی کو محفوظ و مامون رکھنے کا نام ہے، یہی وجہ ہے کہ اسلام اور صاحب اسلام کی تعلیم کا ہر پہلو بھلائی، خیریت، آبادی، ترقی اور امن و سلامتی کی ترغیب اور ضمانت دیتا ہے۔ [9]

اسلام میں امن کا اتنا واضح تصور موجود ہے کہ دیگر ادیانِ عالم اُن کی نظیر پیش کرنے سے قاصر ہیں۔

مثال کے طور پر یہ آیت مبارکہ اِس کا واضح ثبوت ہے۔

"مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِي الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا ۭ وَمَنْ اَحْيَاهَا فَكَاَنَّمَآ اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا" [10]

(جو شخص قتل کرے ایک جان کو بلا عوض جان کے یا ملک میں فساد کرنے لگے تو گویا قتل کر ڈالا اس نے سب لوگوں کو اور جس نے زندہ رکھا ایک جان کو تو گویا زندہ کر دیا سب لوگوں کو)۔

قرآن کریم میں امن کی اہمیت:

اسلام امن و سلامتی کا سر چشمہ اور انسانوں کے مابین محبت اور خیر سگالی کو فروغ دینے والا مذہب ہے جس کے لئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ كَآفَّةً ۪ وَّ لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ "[11]

(اے ایمان والو! امن و سلامتی میں پورے پورے داخل ہو جاؤ اور شیطان کے قدموں کی تابعداری نہ کرو)

دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"وَلَا تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا" [12]

(اور زمین میں اُس کی درستگی کے بعد فساد مت پھیلاؤ)

اللہ تعالیٰ عدل ہے اور عدل و انصاف کو پسند کرتا ہے، ظلم و جور کو ناپسند کرتا ہے کیونکہ ظلم نظام امن کو تباہ و برباد کر دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

"وَاللّٰهُ لَا یُحِبُّ الظّٰلِمِیْنَ"[13]

(اور اللہ تعالیٰ ظالموں کو پسند نہیں کرتا ہے)۔

اللہ تعالیٰ امن و سلامتی کو پسند کرتا ہے فتنہ و فساد کو پسند نہیں کرتا۔

چنانچہ ارشاد فرمایا:

"كُلُوْا وَاشْرَبُوْا مِنْ رِّزْقِ اللّٰهِ وَلَا تَعْثَوْا فِی الْاَرْضِ مُفْسِدِیْنَ "[14]

(اللہ تعالیٰ کی دی گئی روزی میں سے کھاؤ اور پیو اور زمین میں فساد کرتے نہ پھرو)۔

اسلام کے اندر انسانی جان کی قیمت یہ ہے کہ وہ ایک شخص کے قتل کو پوری انسانیت کا قتل قرار دیتا ہے۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

"مَنْ قَتَلَ نَفْسًۢا بِغَیْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِی الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِیْعًا ؕ وَمَنْ اَحْیَاهَا فَكَاَنَّمَاۤ اَحْیَا النَّاسَ جَمِیْعًا "[15]

(جو کوئی قتل کرے ایک جان کو بلا عوض جان کے، یا بغیر فساد کرنے کے ملک میں تو گویا کہ اُس نے قتل کر ڈالا سب انسانوں کو)

اللہ تعالیٰ کی تمام نعمتوں میں سے ایک بڑی نعمت امن بھی ہے، کسی معاشرہ کے لوگ اطمینان اور راحت والی زندگی تب گذار سکتے ہیں جبکہ وہ پر امن ہوں، چنانچہ حضرت ابراہیمؑ جب مکہ کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے دُعا کرتے ہیں تو تمام نعمتوں سے پہلے وہ اَمن مانگتے ہیں اُس کے بعد رزق اور دوسری نعمتوں کا تذکرہ کرتے ہیں۔

"رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا" [16]

(اے میرے رب اِس شہر کو (مکہ کو) اَمن والا بنا)۔

اللہ تعالیٰ نے انسانی جان کی حرمت تنظیم تعظیم بیان کرتے ہوئے قرآن پاک میں فرمایا:

"وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللهُ إِلَّا بِالْحَقِّ ذٰلِكُمْ وَصّٰكُمْ بِهِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ" [17]

(اور جس کا خون کرنا اللہ تعالیٰ نے حرام کر دیا ہے اُس کو قتل مت کرو، ہاں! مگر حق کے ساتھ ان کا تم کو تاکیدی حکم دیا ہے، تاکہ تم سمجھو)۔

اللہ تعالیٰ نے کسی انسان کو نقصان دینے سے، تکلیف دینے سے تو بالکل منع کیا ہی ہے لیکن ظلم کا بدلہ لینے کی صورۃ میں بھی احتیاط کا حکم دیا ہے۔ ظلم کا بدلہ لینے میں زیادتی کرنے سے سختی سے منع کیا ہے جو امن وسلامتی کو فروغ دینے کی واضح نظیر ہے۔

"وَقَاتِلُوْا فِي سَبِيْلِ اللهِ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا إِنَّ اللهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ" [18]

(اور اُن سے اللہ کی راہ میں لڑو جو تم سے لڑتے ہیں اور زیادتی نہ کرو۔ بیشک اللہ تعالیٰ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا)۔

"فَمَنِ اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ فَاعْتَدُوْا عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ وَاتَّقُوا اللهَ وَاعْلَمُوْا أَنَّ اللهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ" [19]

(جو تم پر زیادتی کرے تم بھی اُس پر اُسی طرح زیادتی کرو جو تم پر کی اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور جان لو کہ اللہ تعالیٰ پرہیزگاروں کے ساتھ ہے) یعنی بدلہ لیتے وقت یہ بات ملحوظ رہے کہ اللہ تعالیٰ سب کچھ دیکھ رہا ہے اور اُس کی گرفت بہت سخت ہے)۔

اسلام دینِ رحمت ہے، اس کا دامنِ محبت ساری انسانیت کو محیط ہے، اسلام نے اپنے پیروکاروں کو سخت تاکید کی ہے کہ وہ دیگر اقوام اور اہل مذاہب کے ساتھ مساوات، ہمدردی، رواداری کا معاملہ کریں اور اسلامی نظام حکومت میں اُن کے ساتھ کسی طرح کا ظلم و تناؤ اور امتیاز کا معاملہ نہ کیا جائے، اور ان کی جان و مال عزت و آبرو، احوال اور جائیداد اور انسانی حقوق کی حفاظت کی جائے۔

اس کے متعلق ارشاد باری ہے کہ:

" لَا يَنْهٰكُمُ اللهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَلَمْ يُخْرِجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ أَنْ تَبَرُّوْهُمْ وَتُقْسِطُوْا إِلَيْهِمْ إِنَّ اللهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ "[20]

(اللہ تعالیٰ تم کو منع نہیں کرتا اُن لوگوں سے جو لڑے نہیں دِین کے سلسلے میں اور نکالا نہیں تم کو تمہارے گھروں سے کہ اِن کے ساتھ بھلائی کرو اور انصاف کا سلوک، بیشک اللہ تعالیٰ انصاف والوں کو چاہتا ہے)۔

امن کا تصور احادیث مبارکہ کی روشنی میں:-

دراصل عملی طور پر ہر ایک مسلمان کو یہ سکھایا گیا ہے کہ وہ اپنے معاشرے میں امن و سلامتی اور محبت کا سفیر بنے نہ کہ ظلم و جبر و ناانصافی و زیادتی کی ترویج کرے، اور اس کا یہ ایک بہت بڑا ثبوت ہے کہ آپ ﷺ نے مسلمانوں کو اس بات کی تعلیم دی ہے کہ جب تم آپس میں ملو تو کلام کرنے سے پہلے سلام کرو یعنی "السلام علیکم" کہو۔ اور "السلام علیکم" کی صرف یہ معنی نہیں ہے کہ تم پر سلامتی ہو بلکہ یہ اس مفہوم پر بھی محیط ہے کہ تم میری طرف سے محفوظ و مامون ہو۔

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

" اَلرَّاحِمُوْنَ يَرْحَمُهُمُ الرَّحْمٰنُ " [21]

(مہربانوں پر خدائے مہربان رحم کرتا ہے)

حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ :

(جو شخص لوگوں پر رحم نہیں کرتا، اللہ تعالیٰ بھی اُس پر رحم نہیں کرتا) "[22]

" عَنْ جَرِيْرِبْنِ عَبْدِاللهِ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللهِ، لَا يَرْحَمُ اللهُ مَنْ لَّايَرْحَمُ النَّاسَ "[23]

(حضرت جریر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا، وہ لوگ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے خصوصی طور پر محروم رہیں گے، جن کے دلوں میں دوسروں کے لیئے رحم نہیں اور جو دوسروں پر ترس نہیں کھاتے)۔

اس حدیث میں "اَلنَّاسُ" کا لفظ عام ہے جو مومن وکافر اور متقی وفاجر سب کو شامل ہے اور بلا شبہ رحم سب کا حق ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا :

اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَيَدِهٖ" [24]

(مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ و مامون رہیں)

حضور ابو موسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ :

"قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ اَیُّ الْاِسْلَامِ اَفْضَلُ ؟ قَالَ: مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَيَدِهٖ " [25]

(میں نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا، یارسول اللہ ﷺ ! کون سا اسلام افضل ہے ؟آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا : (بہترین اسلام اُس شخص کا ہے) جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں)۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضور اکرم ﷺ سے عرض کیا :

" اَیُّ الْمُسْلِمِیْنَ خَيْرٌ، يَا رَسُوْلَ اللهِ؟قَالَ: «مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهٖ وَيَدِهٖ»" [26]

(یارسول اللہ ﷺ ! مسلمانوں میں سے کون لوگ بہترین ہیں؟ (وہ مسلمان بہترین ہے) جس کی زبان اور ہاتھ سے تمام لوگ محفوظ رہیں"

حضور اکرم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ :

"اَ لَا مَنْ ظَلَمَ مُعَاهِدًا اَوِنْتَقَصَهٗ اَوْكَلَّفَهٗ فَوْقَ طَاقَتِهٖ، اَوْاَ خَذَ مِنْهُ شَيْئاً بِغَيْرِ طِيْبِ نَفْسِهٖ فَاَنَا حَجِيْجُهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ" [27]

(خبردار جس کسی نے کسی عہد والے (ذمی) پر ظلم کیا یا اُس کی تنقیص کی (یعنی اُس کے حق میں کمی کی) یا اُس کی ہمت سے بڑھ کر اُسے کسی بات کا مکلّف کیا یا اُس کی دلی رضامندی کے بغیر کوئی چیز لی تو قیامت کے روز میں اُس کی طرف سے جھگڑا کروں گا)

اِس حدیث پاک کی روشنی میں یہ بات بلکل ظاہر ہے کہ کافر کا کافر ہونا اپنی جگہ پر مگر انسانی حقوق میں رسول اللہ ﷺ مظلوم کی طرف سے ہونگے اور اُس کو اُس کا حق دلوائیگے، اسلام میں اِس بات کی بلکل بھی اجازت نہیں ہے کہ کوئی مسلمان کسی غیر مسلم کے انسانی حقوق غصب کرے یا اُس پر کوئی ظلم کرے۔

ایک حدیث قدسی میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ :

" يَا عِبَادِیْ اِنَّ حَرَّ مْتُ الظُّلْمَ عَلٰی نَفْسِیْ وَجَعَلْتُهٗ بَيْنَكُمْ مُحَرَّمًا فَلَا تَظَالَمُوا " [28]

(اے میرے بندو! بیشک میں نے ظلم کو اپنے اوپر حرام کر دیا ہے اور تمہارے درمیاں بھی اُس ے حرام قرار دیا

ہے لہٰذا آپس میں ایک دوسرے پر ظلم نہ کرو)

سیاسی فکری یا اعتقادی اختلافات کی بناء پر مسلمانوں کو بے دریغ قتل کرنے والوں کو یہ معلوم ہونا چاہیے کہ اللہ اور اُس کے رسول اکرم ﷺ کے نزدیک مومن کے جسم و جان اور عزت و آبرو کی بہت اہمیت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ایک مومن کی حرمت کو کعبۃ اللہ کی حرمت سے زیادہ محترم و معزز قرار دیا ہے۔

" عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ؛ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَطُوْفُ بِاالكَعْبَةِ، وَ يَقُوْلُ مَا اَطْيَبُكِ وَ اَ طْيَبُ رِ يْحَكِ. مَا اَعْظَمُكِ وَاَعْظَمَ حُرْمَتِكِ، وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ، لَحُرْمَةُ الْمُؤْمِنِ اَعْظَمُ عِنْدَاللهِ حُرْمَةً مِنْكِ مَالِهِ وَدَمِهِ، وَ اَنْ نَّظُنُّ بِهِ اِلَّاخَيْرًا " [29]

(حضرت عبداللہ بن عمر رضہ سے مروی ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کو کعبہ کا طواف کرتے دیکھا اور یہ فرماتے سُنا: (اے کعبہ تو کتنا عمدہ ہے اور تیری خوشبو کتنی پیاری ہے، تو کتنا عظیم المرتبت ہے اور تیری حرمت کتنی زیادہ ہے قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے! مومن کے جان و مال کی حرمت اللہ تعالیٰ کے نزدیک تیری حرمت سے زیادہ ہے اور ہمیں مومن کے بارے میں حُسنِ ظَن ہی رکھنا چاہیے)۔

" عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍ و بْنِ الْعَاصِ اَنَّ النَّبِی ﷺ قَالَ: مَنْ قَتَلَ عَصْفُوراً فَمَا فَوْقَهَا بِغَيْرِ حَقِّهَا اِلَّا سَاَلَهُ اللهُ عَنْ قَتْلِهِ " [30]

(حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جس نے کسی چڑیا کو یا اُس سے بھی کسی چھوٹی چڑیا کو ناحق قتل کیا تو اُس سے اُس کے بارے میں اللہ تعالیٰ باز پرس کرینگے)۔

سیرۃ طیبہ ﷺ کی روشنی میں امن عالم کے تصور کا جائزہ:

عرب کی سرزمین پر قتال و جدال کا ختم نہ ہونے والا سلسلہ تھا اور اُن کا (عرب) کا پشتہائے پشت بدلہ لینے کا رسم و رواج رائج تھا لیکن یہ سلسلہ اُس وقت ختم ہوا جب آفتابِ رسالت ﷺ طلوع ہوا۔ آپ ﷺ نے عرب کے خون و فساد اور جدل و جدال جیسے فتنوں کو اپنے عملی نمونے سے ختم کیا کہ سب سے پہلے آپ ﷺ نے قربانی پیش کی کہ اپنے خاندان پر ہونے والے مظالم کو فراموش کر دیا اور ان کے اوپر بیک جنبش قلم خط عفو کھینچ دیا۔

ایک طرح کے بہت سارے واقعات شاہد ہیں کہ آپ ﷺ نے کبھی بھی کسی سے انتقام نہیں لیا۔ قریش نے آپ ﷺ کو گالیاں دیں، مارنے کی دھمکیاں دیں، راستوں میں کانٹے بچھائے۔ جسم اطہر پر نجاستیں ڈالیں، گلے میں پھندا ڈال کر کھینچا، آپ ﷺ کے شان میں گستاخیاں کیں، نعوذ باللہ کبھی جادوگر، کبھی پاگل کبھی شاعر کہا لیکن آپ ﷺ نے کبھی اُن کی باتوں پر برہمی کا اظہار نہیں فرمایا۔[31]

نبوۃ سے پہلے امن کا تصور آپ ﷺ کی حیاتِ طیبہ ہیں:

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو تمام انسانوں کے لیئے امن و سلامتی کا عملی نمونہ بنا کر بھیجا تھا اور آپ ﷺ کی مکمل زندگی خواہ نبوۃ سے پہلے ہو یا نبوت کے بعد امن و سلامتی کا درس دیتی ہے۔ نبوت سے پہلے بھی آپ ﷺ امن کی کوششوں میں مصروف رہتے تھے اس طرح کے واقعات تاریخ میں کثرت سے ملتے ہیں۔

نبوت سے پہلے کے چند اہم واقعات کا مختصر تعارف جس میں آپ ﷺ امن کی کوششوں میں مصروف عمل رہے تھے۔

حرب فجار کے موقع پر آپ ﷺ کا امن کا کردار:

عرب میں اسلام کے آغاز تک لڑائیوں کا جو متواتر سلسلہ چلا آتا ہے، اُن میں جنگ فجار سب سے زیادہ مشہور اور خطرناک تھی، یہ لڑائی قریش اور قیس کے قبیل میں ہوئی تھی۔ چونکہ قریش اس جنگ میں حق بجانب تھے اِس لیئے رسول اللہ ﷺ نے بھی شرکت فرمائی تھی، لیکن آپ ﷺ نے کسی پر بھی ہاتھ نہیں اٹھایا تھا۔ جس سے صراحتاً یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ ﷺ ایک امن پسند انسان تھے۔ [32]

حلف الفضول کا واقعہ :

حلف الفضول یہ ایک معاہدہ تھا جو مکہ میں ہوا تھا، اس میں یہ عہد کیا گیا تھا کہ جب کبھی اہل مکہ میں سے کسی پر ظلم ہوگا یا کوئی نیا آنے والا شخص ظلم و ستم کا نشانہ بنیگا تو وہ اس کی حمایت میں کھڑے ہو جائینگے اور اُس کا چھینا ہوا حق واپس دلائینگے، اس معاہدہ میں آپ ﷺ بھی شامل تھے اور آپ ﷺ اِس معاہدہ پر فخر کرتے ہوئے کہتے تھے۔

"لَقَدْ شَهِدْتُ فِي دَارِ عَبْدِاللّٰهِ ابْنِ جَدْعَانِ حَلْفاً مَا اَحَبُّ اَنَّ لِيْ بِهٖ حَمْرُ النَّعِمْ وَلَوْادَّعٰى بِهٖ فِي الْاِسْلَامِ لَاَجِبْتُ"[33]

(یعنی میں عبداللہ بن جدعان کے گھر میں ایک معاہدہ میں شریک تھا، اگر اُس کے مقابلہ میں مجھے سرش اونٹ دیئے جاتے تو نہ لیتا اور اگر آج اسلامی دور میں بھی مجھے کسی ایسے معاہدہ کی دعوت دی جائے تو میں وہ ضرورت قبول کرونگا)۔

عرب کے ہاں اُس وقت اونٹ ایک قیمتی سرمایہ شمار کیا جاتا تھا اور رسول اللہ ﷺ نے اُس کے مقابلے میں اَمن کے معاہدہ کو ترجیح دی ہے، جس سے آپ ﷺ کی امن پسندی کا واضح اندازہ ہو جاتا ہے۔

حجر اسود رکھنے کے وقت آپ ﷺ کا امن کا فیصلہ :

آپ ﷺ نے کعبۃ اللہ کی تعمیر میں جب شرکت فرمائی اُس وقت آپ ﷺ کی عمر پینتیس (۳۵) سال تھی۔ اُسی دوران حجر اسود کے رکھنے پر جھگڑا پیدا ہو گیا اور جھگڑا لڑائی تک پہنچ گیا اور عبدالدار کے خاندان نے تو مرنے مارنے کا حلف اٹھایا، یہ جھگڑا چار دن تک چلتا رہا۔ پانچویں دن قریش کے معمر اور صاحب شرافت آدمی "ابوامیہ بن مغیرہ" نے یہ تجویز پیش کی کہ کل صبح جو شخص مسجد الحرام کے دروازہ سے سب سے پہلے داخل ہوگا اُس کو ہی مُنصف/ثالث تسلیم کیا جائیگا۔ تمام لوگ اس بات پر راضی ہو گئے۔ کل صبح آپ ﷺ سب سے پہلے کعبہ میں تشریف لائے اور سب لوگوں نے آپ ﷺ کو منصف تسلیم کیا آپ ﷺ نے ایک چادر بچھا کر اپنے دست مبارک سے حجر اسود اُس میں رکھا اور ارشاد فرمایا کہ ہر قبیلہ کا سردار اس چادر کو پکڑ کر اٹھالے، تمام سرداروں نے ایسا ہی کیا اور آپ ﷺ نے اپنے دست مبارک سے اُسے اپنے مقام پر رکھ دیا۔ اسی طرح آپ ﷺ کی حُسن تدبیر اور اَمن پسندی سے یہ لڑائی ختم ہو گئی۔ [34]

نبوت ملنے کے بعد تمام مشرکین اور یہود آپ ﷺ کے جانی دشمن بن گئے پھر بھی آپ ﷺ ہر موقع پر امن و سلامتی کو ترجیح دی اور کسی سے بھی اپنا ذاتی انتقام نہیں لیا۔

نبوت ملنے کے بعد آپ ﷺ کی حیاتِ طیبہ کے دو حصہ ہیں (1) مکی زنگی (2) مدنی زندگی
ذیل میں ان دونوں حصوں کے چند واقعات ذکر کیے جاتے ہیں۔

مکی زندگی میں امن کا ثبوت:

نبوت ملنے کے بعد آپ ﷺ تقریباً تیرہ (13) سال تک مکہ میں دین اسلام کی اشاعت کرتے رہے آپ ﷺ کی مکی زندگی کے تیرہ سال تکلیفوں اور مشقتوں سے بھرے پڑے ہیں اور مشرکین مکہ نے رسول اللہ ﷺ کو تکالیف پہنچانے میں کوئی کسر نہ چھوڑی کبھی آپ ﷺ کو مجنون، ساحر، شاعر، دیوانہ اور جھوٹا کہا گیا جیساکہ قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ نے اُن مشرکین مکہ کے اقوال کو اِس طرح ذکر فرمایا ہے کہ:

"اَئِنَّا لَتَارِكُوٓا اٰلِهَتِنَا لِشَاعِرٍ مَّجْنُوْنٍ"[35]

(بھلا ہم ایک دیوانے شاعر کے کہنے سے کہیں اپنے معبودوں کو چھوڑ دینے والے ہیں)۔

"وَقَالَ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا سٰحِرٌ كَذَّابٌ"[36]

(اور کافر کہنے لگے یہ تو جادو گر ہے جھوٹا)

"اَمْ يَقُوْلُوْنَ شَاعِرٌ نَّتَرَبَّصُ بِهٖ رَيْبَ الْمَنُوْنِ"[37]

(کیا کافر یہ کہتے ہیں کہ یہ شاعر ہے اور ہم اُس کے لیئے زمانے کی گردش کا انتظار کر رہے ہیں)۔

تو کبھی آپ ﷺ سے دشمنی میں اتنے آگے نکل گئے کہ آپ ﷺ کی جان کے درپے ہوگئے، ایک مرتبہ آپ ﷺ بیت اللہ میں نماز پڑھ رہے تھے کہ عقبہ بن ابی معیط نے آکر آپ ﷺ کی گردن مبارک میں کپڑا ڈال دیا اور آپ ﷺ کا گلہ گھونٹنا شروع کر دیا، حضرت ابوبکرؓ نے آکر اُسے آپ ﷺ سے ہٹا دیا اور فرمایا کہ تم اُس شخص کو قتل کرتے ہو جو کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے۔[38]

آپ ﷺ کو شعب ابو طالب میں تین سال تک محصور رکھا گیا یہاں تک کہ ان سے کھانے پینے کی چیزوں کو بھی روکا گیا تھا۔[39]

جب مشرکین مکہ کی ایذاء رسائی حد سے بڑھ گئی تو آپ ﷺ نبوت کے دسویں سال طائف تشریف لے گئے کہ وہ شاید میری بات قبول کریں لیکن انہوں نے بھی آپ ﷺ کی تبلیغ کو جھٹلا دیا اور آپ ﷺ کو لہو لہان کر دیا۔

اِسی طرح بے شمار واقعات ہیں لیکن آپ ﷺ نے مشرکین مکہ سے نہ کبھی انتقام لیا اور نہ کبھی ان کے لیئے بد دعا کی جو آپ ﷺ کے اَمن پسند اور رحمۃ للعلمین کا روزِ روشن کی طرح واضح ثبوت ہے۔

مدنی زندگی میں امن کا ثبوت:

آپ ﷺ جب مدینہ منورہ تشریف لے گئے تو ہجرت کے وقت سے ہی امن و صلح پسندی کے معاملوں اور معاہدوں میں کوشاں رہے جس کے بھی بہت سارے واقعات، معاہدات آج بھی پوری انسانیت کے لئے مشعل راہ ہے جس کو مد نظر رکھنے سے آج بھی پوری دنیا سے ظلم اور دہشتگردی کو ہمیشہ، ہمیشہ کے لیئے خیر آباد کہا جا سکتا ہے۔

کچھ واقعات مختصراً نمونہ کے طور پر پیش کیئے جاتے ہیں:

مدینہ میں امن کے معاہدات:

1. جب آپ ﷺ ہجرت کر کے مدینہ تشریف لے گئے تو اس وقت جن قبیلوں میں سالوں سے لڑائیاں ہوئی آ رہی تھیں اور جو قبیلہ آپس میں ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہوتے تھے تو اُن کے درمیاں صلح کرایا۔ جیساکہ اوس ار

خزرج دونوں قبیلوں کے درمیاں صلح کرایا اور یہودی قبائل بنو قریظہ اور بنو نظیر سے بھی معاہدہ فرمایا کہ وہ نہ ایک دوسرے پر تعریض کرینگے اور نہ ایک دوسرے کے خلاف کسی کی مدد کرینگے۔[40]

2. جنگ بدر کے قیدیوں کیساتھ امن کا برتاؤ: مکی زندگی میں کافروں نے آپ ﷺ کو بے انتہا تکالیف پہنچائیں لیکن جب آپ ﷺ نے مدینہ منورہ میں ہجرت کی اور 2 ہجری میں مسلمانوں اور مشرکین مکہ کے درمیاں پہلی خونی جنگ ، جنگ بدر لڑی گئی تو اُس جنگ میں کفار مکہ کے (70) ستر قیدی بنا لیئے گئے تو آپ ﷺ نے اِن کو مارنے کے بجاءِ فدیہ لے کر رہا کرنے کا حکم دیا اور کسی سے بھی اپنا انتقام نہیں لیا اور جس سے رسول اللہ ﷺ کی اَمن پسندی اور رحم دلی کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

3. بیعتِ رضوان اور امن: رسول اللہ ﷺ نے چھ 6 ہجری کو خواب دیکھا کہ آپ ﷺ صحابہ کرام رضہ کے ہمراہ مکہ گئے ہیں اور بیت اللہ کا طواف کر رہے ہیں تو آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضہ کو جب اپنا خواب بتایا تو صحابہ کرام رضہ عمرہ کنے کے لیئے مکہ میں جانے کے لیئے تیار ہو گئے، تقریبا (1400) چودہ سو صحابہ کرام رضہ کے ہمراہ آپ ﷺ مکہ مکرمہ روانہ ہو گئے، جب حدیبیہ پہنچے تو قریش مکہ نے آپ ﷺ کو عمرہ کرنے سے روک دیا، تو اس وقت جب آپ ﷺ اور قریش مکہ کے درمیاں بحث مباحثہ میں مسلمانوں پر قریش مکہ کی طرف سے سخت قسم کے شرائط طئے کیے گئے کہ اِس سال آپ عمرہ کے بغیر واپس جائیں، اور آئندہ سال آجائیں، اور جو مسلمان مدینہ سے مکہ آجائے تو اُن کو واپس نہیں کیا جائیگا اور جو مشرک اسلام قبول کرکے مدینہ منورہ آجائے تو اُس سے واپس کر دیا جائیگا وغیرہ اس قسم کے سخت شرائط تھے، تو امن کی خاطر آپ ﷺ نے ان تمام شرائط کو قبول کر لیا اور ان کی مکمل پاسداری بھی کی جو ایک امن پسندی کا پوری دنیا کے لیئے روشن مثال ہے۔[41]

4. فتح مکہ کے وقت امت کا قیام: فتح مکہ کے وقت آپ ﷺ نے امن پسندی کی ایک اعلیٰ مثال قائم کی جس کی مثال پیش کرنے سے تاریخ آج بھی قاصر ہے کہ جب آپ ﷺ فاتحانہ شان سے مکہ میں داخل ہوئے تو اُس وقت آپ ﷺ نے اپنے سخت دشمن ابو سفیان کے گھر کو امن گاہ بنایا (ابو سفیان اس وقت مسلمان نہ تھے، بعد میں مسلمان ہوئے)۔ آپ ﷺ نے اعلان فرمایا کہ جو کوئی ہتھیار ڈال دے یا ابو سفیان کے گھر پناہ لے یا اپنے گھر کا دروازہ بند کردے یا خانہ کعبہ میں داخل ہو جائے تو اُسے امن دیا جائیگا۔[42]

5. حجۃ الوداع اور امن کا پیغام: حجۃ الوداع کے خطبہ میں آپ ﷺ نے قیامت تک آنے والے تمام انسانوں کے لیئے امن کا ایک بہترین منشور دیا۔

جس کے کچھ دفعات ذیل میں بیان کیے جاتے ہیں:

" وَ دِمَاءُ الْجَاهِلِيَّةِ مَوْ ضُوْعَةٌ، وَ اِنَّ اَوَّلَ دَمٍ اَضَعُ مِنْ دِمَائِنَا دَمُ اِبْنِ رَبِيْعَةَ بْنِ الْحَارِثِ "[43]

(جاہلیت کے تمام خون باطل کر دیئے گئے اور سب سے پہلے میں (اپنے خاندان کے) ربیعہ بن الحارث کا خون معاف کرتا ہوں۔

"فَاِنَّ دِمَاءَ كُمْ وَ اَمْوَا لَكُمْ وَاَعْرَاضَكُمْ بَيْنَكُمْ حَرَامٌ ، كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا فِیْ شَهْرِ كُمْ هذا فِیْ بَلَدِكُمْ هٰذا"[44]

(تمہارا خون، تمہارا مال اور تمہاری عزت ایک دوسرے پر ایسی حرام ہے جیسا کہ یہ دن اس مہینے میں اور اس شہر میں حرام ہے)۔

یعنی جس طرح تم پر اس دن یوم عرفات، اس مہینے یعنی ذوالحج اور اس شہر یعنی مکہ مکرمہ کی تعظیم لازم ہے اور ان کی بے حرمتی کرنا تم پر حرام ہے بالکل اسی طرح تمہارا خون، تمہارے اموال اور تمہاری عزتیں ایک دوسرے کے لیے محترم ہیں اور ان کی بے حرمتی تم پر حرام ہے۔

"لَيْسَ لِلْعَرَبِي فَضْلٌ عَلَى الْعَجَمِي وَلَا لِلْعَجَمِي فَضْلٌ عَلَى الْعَرَبِي ، كُلُّكُمْ اَبْنَاءُ اٰدَمَ وَاٰدَمُ مِنَ التُّرَابِ"[45]

(عربی کو عجمی پر اور عجمی کو عربی پر کوئی فضیلت نہیں تم سب آدمؑ کی اولاد ہو اور آدمؑ خاک سے بنے تھے)

تو آپ ﷺ کی پوری زندگی خواہ نبوت سے پہلے کی ہو یا نبوت کے بعد کی ہو، پوری کی پوری امن و سلامتی کی اعلیٰ مثال ہے، اور تمام انسانیت کے لیے مشعلِ راہ ہے۔

خلاصہ بحث:

اس مضمون میں دلائل سے اس بات کو ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ اسلام امن و سلامتی کا مذہب ہے، سارے انسانوں کو ہمدردی، پیار و محبت، لطف و کرم، یتیموں کی دستگیری، بیواہوں کی خبر گیری، غریبوں کی امداد، مریضوں کی عیادت، پریشان حال لوگوں کی دادِ رسی، مظلوموں کی نصرت، حسن، واخلاق اور خدمتِ خلق، چھوٹوں پر شفقت اور بڑوں کے احترام کی تعلیمات دیتا ہے اور ظلم و جور، فتنہ و فساد اور دہشتگردی کا مخالف ہے اور آپ ﷺ کی زندگی خواہ نبوت سے پہلے ہو یا نبوت کے بعد ہو، انفرادی ہو یا اجتمائی ہو، جسکا تعلق گھر سے ہو یا معاشرے سے ہو، دوست کے ساتھ ہو یا دشمن کے ساتھ ہو، غرض کے زندگی کا کوئی ایسا شعبہ نہیں ہے جس میں آپ ﷺ نے امن پسندی کی تعلیم نہ دی ہو اور یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو رحمۃ للعلمین کا لقب دیا ہے۔ اس لیے اگر دنیا کے اندر امن کی فضا کو قائم کرنا ہے تو پھر اسلام کی تعلیمات پر مِن وَعَن عمل کرنا ہوگا تاکہ پورا عالمِ انسان امن کے گہوارے میں اپنی زندگی خوش و عافیت سے گذار سکے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حواشی و حوالہ جات

1 الانبیاء، الآیہ: 107

Al Ambiyā' Al Āyah: 107

2 فیروزالدین، مولوی، فیروز اللغات، فیروز پبلشر 2017

Fayrūz al Dīn, Mulwī, Fayrūz al Lughāt, (Nāshir: Fayrūz Publishers, 2017ac)

3 ایضاً

Ibid

4 جرجانی، علی بن محمد، التعریفات، مرکز تحقیقات علوم اسلامی، مصر، طبع اول، ص:1306

Jurjānī, 'Alī bin Muḥmmad, Al Ta'rīfāt, (Nāshir: Narkaz Tḥqīqāt 'Ulūm Islāmī, Egupt), P:1306

5 الأزہری، ابو منصور محمد بن احمد، تہذیب اللغۃ، الدار المصریہ للتالیف والترجمۃ، ص:292

Al Azharī, Abū Manṣūr Muḥmmad bin Aḥmad, Tahzīb al Lughah, (Nāshir: Al Dār al Miṣriyyah lil Tālīf wal Tarjamah), P:292

6 الانعام، الآیہ: 54

Al An'ām, Al Āyah: 54

7 راغب اصفہانی، امام، المفردات القرآن، مترجم محمد عبدہ فیروز پوری، اسلامی اکیڈمی، لاہور 1987ء، ج:1، ص:1

Rāghib Aṣfahānī, Imām, Al Mufradāt al Qurān, (Nāshir: Islāmī academy, Lahore, 1987ac), Vol:1, P:1

8 الشعراء، الآیہ: 89

Al Shu'arā,, Al Āyah: 89

9 صدیقی، ابو حمزہ عبد الخالق، اسلام کا نظام امن وسلامتی، لاہور، انصار السنہ، ص: 135

Ṣiddīqī, Abū Ḥamzah 'Abd al Khāliq, Islām Kā Niẓām Aman wa Salāmatī, (Nāshir: Anṣār al Sunnahm Lahore), P:135

10 المائدہ، الآیہ: 32

Al Mā,idah, Al Āyah: 32

11 البقرہ، الآیہ: 208

Al Baqarah, Al Āyah: 208

12 الاعراف، الآیہ : 56

Al A'rāf Al Āyah: 56

13 آل عمران، الآیہ: 57

Āl 'Imrān, Al Āyah: 57

14 البقرہ، الآیہ: 60

Al Baqarah, Al Āyah: 60

15 المائدہ، الآیہ: 32

Al Mā,idah, Al Āyah: 32

16 ابراہیم، الآیہ: 35

Ibrāhīm, Al Āyah: 35

17 الانعام، الآیہ: 151

Al An'ām, Al Āyah: 151

18 البقرہ، الآیہ: 190

Al Baqarah, Al Āyah: 190

19 البقرہ، الآیہ: 194

Al Baqarah, Al Āyah: 194

20 الممتحنہ،الآیہ: 8

Al Mumtaḥinah, Al Āyah: 8

21 بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب بدءالوحی، مکتب دارالاشاعت، کراچی، 2004ء، رقم الحدیث: 26، ج: 1، ص، 25

Bukhārī, Muḥmmad bin Ismā'īl, Ṣaḥīḥ al Bukhārī,(Nāshir: Maktab Dār al Ishā'at, Karachi, 2004ac), Ḥadīth No: 26, Vol:1, P:25

22 صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب بدءالوحی، رقم الحدیث: 23، ج: 1، ص: 28

Ṣaḥīḥ al Bukhārī, Ḥadīth No: 23, Vol:1, P:28

23 صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب بدءالوحی، رقم الحدیث: 10، ج: 15، ص: 15

Ṣaḥīḥ al Bukhārī, Ḥadīth No: 10, Vol:15, P:15

24 مسلم، مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، کتاب الحج، باب حجۃ النبی، مکتب دارالاشاعت، کراچی، رقم الحدیث: 886، ج: 1، ص: 2

Muslim, Muslim bin Ḥajjāj, Ṣaḥīḥ Muslim, (Nāshir: Maktab Dār al Ishā'at, Karachi), Ḥadīth No: 886, Vol:1, P:2

25 مسلم، مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، ناشر: دار إحیاء التراث العربي—بیروت، رقم الحدیث: 42، ج: 1، ص: 66

Muslim, Muslim bin Ḥajjāj, Ṣaḥīḥ Muslim, (Nāshir: Dār Iḥyā' al Turāth al 'Arabī, Bayrūt), Ḥadīth No: 42, Vol:1, P:66

26 صحیح مسلم، رقم الحدیث: 40، ج: 1، ص: 65

Ṣaḥīḥ Muslim, Ḥadīth No: 40, Vol:1, P:65

27 صحیح البخاری، کتاب المبعث نبوی، باب مالقی النبی واصحابہ من المشرکین بمکۃ، رقم الحدیث: 138، ج: 1، ص: 96

Ṣaḥīḥ al Bukhārī, Ḥadīth No: 138, Vol:1, P:96

28 صحیح مسلم، رقم الحدیث: 2577، ج: 4، ص: 1994

Ṣaḥīḥ Muslim, Ḥadīth No:2577, Vol:4, P:1994

29 تبریزی، محمد بن عبداللہ، الخطیب، مرقاۃ المفاتیح، دارالکتب العلمیہ، بیروت، رقم الحدیث: 243، ج: 8، ص: 74

Tibrīzī, Muḥmmad bin 'Abdullāh, Miqāt al Mafātīḥ, (Nāshir: Dār al Kutub al 'Ilmiyyah, Bayrūt), Ḥadīth No:243, Vol:8, P:74

30 ترمذی، ابو عیسیٰ، محمد بن عیسیٰ، امام، جامع ترمذی، باب کتاب الاضاحی ، دارالاشاعت، کراچی، ج: 1، ص: 410، رقم الحدیث: 1756

Timidhī, Muḥmmad bin 'īsā, Jāmi' Timidhī, (Nāshir: Dār al Ishā't, Karachi), Ḥadīth No: 1756, Vol:1, P:410

31 ندوی سید ابوالحسن علی، سیرت رسول اکرم، سید احمد شہید اکیڈمی، یوپی، ج: 3 ، ص: 232

Nadwī, Sayyid Abū al Ḥasan 'Alī, Sīrat e Rasūl Akram, (Nāshir: Sayyed academy, Yūpī), Vol:3, P:232

32 اسماعیل بن کثیر، السیرۃ النبویہ لابن کثیر،، دارالکتب العلمیہ، بیروت، ج: 2: ص: 149

Ismā'īl bin Kathīr, Al Sīrah al Nabawiyyah li Ibn Kathīr, (Nāshir: Dār al Kutub al 'Ilmiyyah, Bayrūt), Vol:2, P:149

33 ابن خلدون، عبدالرحمٰن ابن خلدون، تاریخ ابن خلدون، دارالاشاعت، کراچی، ص: 65

Ibn Khaldūn, 'Abd al Raḥmān Ibn Khaldūn, Tārīkh Ibn Khaldūn, (Nāshir: Dār al Ishā'at, Karachi), P:65

34 سیرت رسول اکرم، ج: 3، ص: 202

Sīrat e Rasūl Akram, Vol:3, P:202

35 الصافات:36

Al Ṣāffāt, Al Āyah: 36

36 ص،الآیہ: 4

Ṣād, Al Āyah: 4

37 الطور،الآیہ: 30

Al Ṭūr, Al Āyah: 30

38 طبرانی،ابوالقاسم سلیمان بن احمد، المعجم الاوسط للطبرانی، دار الکتب العلمیہ، بیروت، رقم الحدیث:317،ج:3،ص:287

Ṭibrānī, Sulaymān bin Aḥmad, Al Mu΄jam al Awsaṭ lil Ṭibrānī, (Nāshir: Dār al Kutub al ʻIlmiyyah, Bayrūt), Ḥadīth No: 317, Vol:3, P:287

39 سیرت رسول اکرم، ج:3،ص:25

Sīrat e Rasūl Akram, Vol:3, P:25

40تاریخ ابن خلدون، ص:65

Tārīkh Ibn Khaldūn, P:65

41أیضاً

Ibid

42أیضاً

Ibid

43 سیرت رسول اکرم، ج:3،ص:204

Sīrat e Rasūl Akram, Vol:3, P:204

44سیرت رسول اکرم، ج:3،ص:202

Sīrat e Rasūl Akram, Vol:3, P:202

45أیضاً

Ibid